ہمیں 1948 کا پاکستان چاہیے

کابینہ کا اجلاس تھا، اے ڈی سی نے پوچھا ”سر اجلاس میں چائے سرو کی جائے یا کافی“ چونک کر سر اٹھایا اور سخت لہجے میں فرمایا ”یہ لوگ گھروں سے چائے کافی پی کر نہیں آئیں گے“ اے ڈی سی گھبرا گیا، آپ نے بات جاری رکھی ”جس وزیر نے چائے کافی پینی ہو وہ گھر سے پی کر آئے یا پھر واپس گھر جا کر پیئے قوم کا پیسہ قوم کے لیے ہے وزیروں کے لیے نہیں“

اس حکم کے بعد جب تک وہ برسرِ اقتدار رہے، کابینہ کے اجلاسوں میں سادے پانی کے سوا کچھ سرو نہ کیا گیا، گورنر جنرل ہاؤس کے لیے ساڑھے 38 روپے کا سامان خریدا گیا، آپ نے حساب منگوالیا، کچھ چیزیں محترمہ فاطمہ جناح نے منگوائی تھیں، حکم دیا ”یہ پیسے ان کے اکاؤنٹ سے کاٹے جائیں، دو تین چیزیں ان کے ذاتی استعمال کے لیے تھیں فرمایا ”یہ پیسے میرے اکاؤنٹ سے لے لیے جائیں“ باقی چیزیں گورنر جنرل ہاؤس کے لیے تھیں، فرمایا ”ٹھیک ہے یہ رقم سرکاری خزانے سے ادا کر دی جائے لیکن آئندہ احتیاط کی جائے“

برطانوی شاہ کا بھائی ڈیوک آف گلوسٹر پاکستان کے دورے پر آ رہا تھا، برطانوی سفیر نے درخواست کی ”آپ اسے ایئرپورٹ پر خوش آمدید کہہ دیں“ ہنس کر کہا ”میں تیار ہوں لیکن جب میرا بھائی لندن جائے گا تو پھر برٹش کنگ کو بھی اس کے استقبال کے لیے ایئرپورٹ آنا پڑے گا“ ایک روز اے ڈی سی نے ایک وزیٹنگ کارڈ سامنے رکھا، آپ نے کارڈ پھاڑ کر پھینک دیا اور فرمایا ”اسے کہو آئندہ مجھے شکل نہ دکھائے“ یہ شخص آپ کا بھائی تھا اور اس کا قصور صرف اتنا تھا اس نے اپنے کارڈ پر نام کے نیچے برادر آف قائداعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان“ لکھوا دیا تھا، زیارت میں سردی پڑ رہی تھی، کرنل الٰہی بخش نے نئے موزے پیش کر دیئے، دیکھے تو بہت پسند فرمائے، ریٹ پوچھا، بتایا ”دو روپے“ گھبرا کر بولے ”کرنل یہ تو بہت مہنگے ہیں“ عرض کیا ”سر یہ آپ کے اکاونٹ سے خریدے گئے ہیں، فرمایا ”میرا اکاونٹ بھی قوم کی امانت ہے ایک غریب ملک کے سربراہ کو اتنا عیاش نہیں ہونا چاہیے، ”موزے لپیٹے اور کرنل الٰہی بخش کو واپس کرنے کا حکم دے دیا“

زیارت ہی میں ایک نرس کی خدمت سے متاثر ہوئے اور اس سے پوچھا ”بیٹی! میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟“ نرس نے عرض کی ”سر! میں پنجاب سے ہوں، میرا سارہ خاندان پنجاب میں ہے، میں اکیلی کوئٹہ میں نوکری کر رہی ہوں، آپ میری ٹرانسفر پنجاب کرا دیں“ اداس لہجے میں جواب دیا ”سوری بیٹی یہ محکمہ صحت کا کام ہے گورنر جنرل کا نہیں“ اپنے طیارے میں رائٹنگ ٹیبل لگوانے کا آرڈر دے دیا، فائل وزارت خزانہ پہنچی تو وزیر خزانہ نے اجازت تو دے دی لیکن یہ نوٹ لکھ دیا ”گورنر جنرل اس قسم کے احکامات سے پہلے وزارت خزانہ سے اجازت کے پابند ہیں“ آپ کو معلوم ہوا تو وزارت خزانہ سے تحریری معذرت کی اور اپنا حکم منسوخ کر دیا اور رہا پھاٹک والا قصہ تو کون نہیں جانتا، گل حسن نے آپکی گاڑی گزارنے کے لئے ریلوے کا پھاٹک کھلوا دیا تھا، آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا، پھاٹک بند کرانے کا حکم دیا اور فرمایا ”اگر میں ہی قانون کی پابندی نہیں کروں گا تو پھر کون کرے گا؟“

یہ آج سے 60 برس پہلے کا پاکستان تھا، وہ پاکستان جس کے سربراہ محمد علی جناح تھے لیکن پھر ہم ترقی کرتے کرتے اس پاکستان میں آ گئے، جس میں پھاٹک تو ایک طرف رہے سربراہ مملکت کے آنے سے ایک گھنٹہ پہلے سڑکوں کے تمام سگنل بند کر دیئے جاتے ہیں، دونوں اطراف ٹریفک روک دی جاتی ہے اور جب تک شاہی سواری نہیں گزرتی، ٹریفک کھلتی ہے اور نہ ہی اشارے، جس میں سربراہ مملکت وزارتِ خزانہ کی اجازت کے بغیر جلسوں میں پانچ پانچ کروڑ روپے کا اعلان کر دیتے ہیں وزاتِ خزانہ کے انکار کے باوجود پورے پورے جہاز خرید لیے جاتے ہیں، جس میں صدروں اور وزیراعظم کے احکامات پر سینکڑوں لوگ بھرتی کے گئے، اتنے ہی لوگوں کے تبادلے ہوئے، اتنے لوگ نوکریوں سے نکالے گئے اور اتنے لوگوں کو ضابطے اور قانون توڑ کر ترقی دی گئی جس میں موزے تو رہے ایک طرف بچوں کے پوتڑے تک سرکاری خزانے سے خریدے گئے، جس میں آج ایوانِ صدر کا ساڑھے 18 اور

وزیراعظم ہاؤس کا بجٹ 20 کروڑ روپے ہے جس میں ایوان اقتدار میں عملاً بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں، بہنوں، بہنوئیوں اور خاوند کا راج رہا جس میں وزیراعظم ہاؤس سے سیکرٹریوں کا فون کیا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا ''میں صاحب کا بہنوئی بول رہا ہوں''

جس میں امریکہ کے نائب وزیر کے استقبال کے لئے پوری پوری حکومت ایئرپورٹ پر کھڑی دکھائی دیتی ہے اور جس میں چائے اور کافی تو رہی دور کابینہ کے اجلاس میں پورا لنچ، پوراڈنر سرو کیا جاتا ہے اور جس میں ایوان صدر اور وزیراعظم ہاؤس کے کچن ہر سال کروڑوں روپے دھواں بنا دیتے ہیں یہ پاکستان کی وہ ترقی یافتہ شکل ہے جس میں اس وقت 16 کروڑ غریب لوگ رہ رہے ہیں، جب قائداعظم گورنر جنرل ہاؤس سے نکلتے تھے تو ان کے ساتھ پولیس کی صرف ایک گاڑی ہوتی تھی اس گاڑی میں صرف ایک انسپکٹر ہوتا تھا اور وہ بھی غیر مسلم تھا، اور یہ وہ وقت تھا جب گاندھی قتل ہو چکے تھے اور قائداعظم کی جان کو سخت خطرہ تھا، قائداعظم اس خطرے کے باوجود سیکورٹی کے بغیر روز کھلی ہوا میں سیر کرتے تھے، لیکن آج کے پاکستان میں سربراہ مملکت ماڈرن بلٹ پروف گاڑیوں، ماہر سیکورٹی گارڈز اور انتہائی تربیت یافتہ کمانڈوز کے بغیر دس کلومیٹر کا فاصلہ طے نہیں کر سکتے، ہم اس ملک میں مساوات رائج نہیں کر سکے، ہم اسے ایک خوددار، باوقار اور ایماندار قیادت بھی نہیں دے سکے، یہ نہ دیں، ہم اسے جدید، ترقی یافتہ اور پرامن ملک نہیں بنا سکے، نہ بنائیں لیکن ہم اسے واپس 1948 تک تو لے جا سکتے ہیں ہم اسے 60 برس پرانا پاکستان تو بنا سکتے ہیں،

کوئی ہے جو ہم سے یہ ترقی، یہ خوشحالی اور یہ عروج لے لے اور ہمیں ہمارا پسماندہ غریب اور غیر ترقی یافتہ پاکستان واپس کر دے، جو ہمیں قائد اعظم کا پاکستان واپس کر دے کہ اس ملک کے 16 کروڑ عوام کو 2007 کے بجائے 1948 کا پاکستان چاہیے،

==================================

ارشادِ ربانی

ہم نے ہر اُمت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعے سے خبردار کر دیا کہ اللہ عزوجل کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو، اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ عزوجل نے ہدایت بخشی اور کسی پر ضلالت مسلط ہوگئی، پھر ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا؟
﴿سورہ النحل﴾

~~~~~~~~~~~~

Please forward it to all Pakistanis........
~~~~~~~~~~~~